

تجارتی سرگرمیوں میں عورتوں کی شمولیت اور کردار کا شرعی جائزہ

Shariah Assessment of Women's Involvement and Role in Commercial Activities

Dr. Muhammad Qasim

Ph.D Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan

Email: m.qasim2937@gmail.com

Muhammad Ashraf

M. Phil Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus,
IslamabadEmail: muhammadashtafma414@gmail.com

Muhammad Asim

M.A Islamic Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad.

Email: ar5207701@gmail.com

Received on: 06-01-2022

Accepted on: 10-02-2023

Abstract

The present age is the age of innovation, development and technology. In which everyone is in a race to be the best. Now the standard of living is much higher than in the past. Today the economic status and stability of every person is important. This is the reason that in today's era, all the households i.e., almost all men and women are engaged in economic activities. Nowadays, the economic prosperity, stability, freedom and independence of women in general and in Pakistan in particular are under discussion. And these questions are common that according to modern contemporary requirements, our women also have economic prosperity and stability, freedom, and independence? To what extent does our religion support and protect them in this regard? Do our women also have the same economic status, stability and status as other women in the world?

Keywords: Shariah Assessment, Women's, Involvement, Role in Commercial, Activities.

عہدِ حاضر جدت، ترقی اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ جس میں ہر فرد بہتر سے بہترین کی دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ اب معیار زندگی ماضی کے مقابلے بہت بلند ہو گیا ہے۔ آج ہر شخص کی معاشی حیثیت و استحکام اہمیت کے حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں سب افراد خانہ یعنی تقریباً تمام مرد و خواتین معاشی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔ دور حاضر میں پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص خواتین کی معاشی خوشحالی، استحکام، آزادی اور خود مختاری زیر بحث ہیں۔ اور یہ سوالات زبان زد عام ہیں کہ کیا جدید عصری تقاضوں کے عین مطابق ہماری خواتین کو بھی معاشی خوش حالی و استحکام، آزادی، اور خود مختاری حاصل ہے؟ ہمارا مذہب انہیں اس سلسلہ میں کس حد تک معاونت اور تحفظ فراہم کرتا

ہے؟ کیا ہماری خواتین کو بھی وہی معاشی حیثیت و استحکام اور مقام و مرتبہ حاصل ہے جو دنیا میں دیگر خواتین کو حاصل ہے؟
تجارتی سرگرمیوں کا معنی و مفہوم:-

تجارت:

سوداگری، دکان داری

تجارتی:-

تجارت سے متعلق¹

سرگرمی:-

کوشش، محنت²

تجارتی سرگرمی سے مراد:-

تجارت سے متعلق کوشش، تجارت سے متعلق محنت

معاشرہ اور عورت:

اس مخلوط کلچر، ثقافت کے زیر اثر پروان چڑھنے والے معاشرہ میں لوگوں کی عادات، مزاج اور رویوں میں بہت فرق موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک قدر مشترک موجود ہے اور وہ ملک و دین سے وابستگی ہے جس وجہ سے انسان کی معاشرت میں یہ رنگ نمایاں ہے۔ معاشرتی طبقات کی بنیاد پر پاکستانی معاشرے میں خاندان کی اساس اور عورت کے مسائل کی تصویر کشی اور اس کی ذات اور معاشرے پر منطبق ہونے والے اثرات ضروری ہیں جن کی نشاندہی بھی ضروری ہے۔

دین اسلام میں جہاں خاندانی نظام اور حسن معاشرت کے بارے میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے وہاں انفرادی حیثیت سے عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی وغیرہ کے رشتوں میں پرو کر ایک کلیدی حیثیت دی گئی ہے جب عورت کا کردار معاشرے میں انھی رشتوں کی مناسبت سے پہچانا جاتا ہے تو معاشرہ میں ان کا کردار مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔

اسلام کا نظام معاش اور عورت:

اسلام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ دین کامل ہے اس کے تحت جب اس خالق و مالک کل نے انسان کو مکمل ضابطہ حیات کے ساتھ کرہ ارض پر خلافت و نیابت سے نوازا تو اس کو معاش اور معیشت جیسی سب سے اہم اور ضروری چیز سے نوازا تاکہ وہ کامیاب، خوش اور مطمئن زندگی گزار سکیں۔ اسلام نے اپنے فرزندان، نمائندگان کو اس سلسلے میں وسیع تر حقوق و فرائض پر مبنی مکمل معاشی نظام عطا کر کے ان کی معاشی حیثیت کو نہ صرف مضبوط کیا بلکہ مرد و زن کی تخصیص سے بالاتر ہو کر کامل، متوازن اور بھرپور نظام سے بھی مزین کیا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام کا معاشی نظام اور معیشت مکمل طور پر قابل عمل ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا³

ترجمہ: "وہی ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے زمین میں سب کچھ پیدا کیا"

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ⁴

ترجمہ: "اور ہم نے زمین میں تم کو اقتدار بخشا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے ذرائع فراہم کیے"

اگرچہ اسلام نے اپنے معاشی نظام میں معاش کی ذمہ داری مکمل طور پر مرد پر عائد کی ہے لیکن اگر عورت ضرورتاً، مجبوراً کسی ذاتی رضا و رغبت سے معاشی امور میں حصہ لے کر اپنا کردار ادا کرنا چاہے تو نہ صرف اسلام اسے اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس سلسلہ میں اس کی جسمانی ساخت اور امور خانگی کی ذمہ داریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سلسلے میں اس کے لیے انصاف و عدل کا رویہ بھی اپناتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ⁵

ترجمہ: "اور اس فضیلت کی تمنانہ کرو جو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر عطا کی ہے"

اس سلسلے میں مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ:

"اسلام نے نہایت وسیع حقوق دے کر عورت کی اس حیثیت کو مضبوط کیا ہے وہ اپنے نفقہ کی خود مکلف نہیں بلکہ شادی سے پہلے اس کے تمام مصارف کی ذمہ داری باپ، بھائی اور شادی کے بعد شوہر پر ڈالی گئی ہے کہ وہ اس کا نفقہ (رہائش، لباس) ادا کرے۔"⁶

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام عورت کے کسب مال کے حق کو بھی نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کی محنت کے صلہ کو بھی اس کا جائز حق مانتا ہے۔ شریعت اسلامی میں اکتساب مال اور صرف مال کا حق مرد و عورت دونوں کے لیے تسلیم کیا گیا ہے۔ ان میں ہر دو کو نہ صرف آمدن کا مالک قرار دیا ہے بلکہ خرچ میں بھی پورا پورا اختیار دیا ہے۔

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"مرد کی کمائی مرد کے لیے ہوگی، عورت کی کمائی عورت کے لیے... عورت بیٹی ہو کر باپ سے الگ، بہن ہو کر بھائی سے الگ، بیوی ہو کر شوہر سے الگ مستقلاً اپنی کمائی کا انتظام کر سکتی ہے اور اس کی مالک ہو سکتی ہے۔"⁷

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ:

"معاشیات کی خانگی اہمیت واضح ہے۔ ایک انسان کے ذرائع واضح طور پر محدود ہوتے ہیں جبکہ اسکی خواہشات لامحدود ہوتی ہیں۔ لازم ہوگا کہ وہ مقاصد کے حصول کے لیے ان ذرائع کو اس طرح استعمال کرے کہ ان سے اس کو زیادہ سے زیادہ مقاصد حاصل ہو سکیں اور اسکی شخصی و خانگی فلاح و سعادت کا حصول ممکن ہو۔"⁸

اسلامی معاشرہ بلا تخصیص مرد و زن تمام افراد کے لیے معاشی عدل و انصاف اور معاشی ذرائع کے حصول میں مساوات کو لازمی اور ضروری ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ تمام افراد معاشرہ کو پورے انصاف کے ساتھ تمام معاشی حقوق کی ادائیگی اور فراہمی کے بغیر کسی بھی طرح سے معاشرتی سکون، اطمینان اور اتفاق و یکجہتی کا حصول ناممکن ہے۔ اور بحیثیت اقوام عالم کے لیے معاشی استحکام کے بغیر دیگر لوازمات حیات کا حصول ممکن نہیں رہتا۔ نہ صرف یہ بلکہ افراد اس حقیقت سے آگاہی کے بعد مزید بے چینی اور اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں کہ قرہ ارض پر وسائل و ذرائع کی فراوانی، وسائل پیداواری کی بہتات، بے پناہ مادی ترقی اور بے مثال معاشی ارتقاء کے باوجود ابھی تک جنسی تمیز و تفریق کا دور دورہ ہے۔ مرد و خواتین کے لیے الگ الگ معاشرتی و معاشی حیثیت و درجات کے وجود نے افراد معاشرہ کو دو الگ گروہوں اور طبقات کی بھیٹ چڑھا دیا ہے۔ جس میں ایک گروہ طاقتور تمام وسائل و ذرائع پر ترقی کے باوجود مکمل معاشرتی خوشحالی اور اجتماعی حاکم متصور ہے جبکہ دوسرا گروہ کمزور، کم تر اور معاشی اور معاشرتی ظلم و ستم کا شکار ہے۔ اس بنیاد پر بے پناہ محرا عقل معاشی ترقی کے باوجود مکمل معاشرتی خوشحالی اور اجتماعی سکون نا پیدا ہے۔ دراصل مکمل معاشرتی خوشحالی سے مراد ایک بہتر اور خوشحال معاشرے کی تشکیل نو اور افراد معاشرہ کی بلا جنسی تفریق تعمیر و ترقی ہے یہی وجہ ہے کہ معاشی لحاظ سے مرد و خواتین دونوں کی ترقی لازم ہے اور دونوں کو اس سلسلہ میں یکساں اور مساوی حقوق حاصل ہیں یوں اسلام جیسے کامل دین میں معاشی تگ و دو اور ترقی میں مرد و خواتین کا حق اور حصہ برابر رکھا گیا ہے اور دونوں کو اپنی اپنی محنت، لگن اور سعی و جہد کے مطابق مساوی معاشی حقوق عطا کیے گئے ہیں۔

جیسا کہ حکم الہی ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا 9

ترجمہ: "اور جو مرد کمائیں وہ ان کے لیے ہے اور جو عورتیں کمائیں وہ ان کے لیے ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عورت کا درست معاشی مقام اور اس کا درست دائرہ کار کیا ہے؟ قدرت نے اس کے سپرد کیا کام کیے ہیں اور کیا نہیں؟ حقیقتاً معاشرہ کی ترقی اور اصلاح و فلاح میں اس کا کیا کردار ہے۔ اسے انفرادی سطح لے کر اجتماعی سطح تک کامیاب مسلمان معاشرہ کے لیے کیا اور کس طرح اپنی خدمات سرانجام دینی ہیں۔

اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ اور اعتماد پر رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کا بہترین اور درست تعین ہو خصوصاً موجودہ حالات میں جبکہ آج ہمارے معاشرے میں خواتین کی تعداد نصف سے بڑھ چکی ہے ان حالات میں صرف مرد حضرات کے لیے تنہا معاش کی بوجھل مشکل گاڑی کو ایک پہیہ پر کھینچنا یقیناً دشوار ہی نہیں بلکہ بعض سطوح پر ناممکن بھی نظر آتا ہے۔ ان حالات اور ایسی صورت حال میں اسلام خواتین کو بھی عصری ضروریات کے عین مطابق اس سلسلے میں نہ صرف اپنا مکمل اور بھرپور کردار ادا کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ انکی اس کاوش کو مستحسن عمل بھی قرار دیتا ہے۔ دراصل اجتماعی معاشرتی زندگی اس وقت ہی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتی ہے جبکہ مرد و عورت دونوں کا معاشی،

معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور سماجی رشتہ مضبوط ہو۔ دونوں عزت و احترام اور توازن و اعتدال کو دامنگیر رکھیں اور اسلامی حدود و قیود کی پابندی کرتے ہوئے اصلاح و فلاح معاشرہ میں سرگرم عمل ہوں اور افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر حیات انسانی کے تمام امور خصوصاً معاشی و معاشرتی عمل میں ٹھوس اور متوازن کردار ادا کریں۔

چنانچہ اسی بنیاد پر انھی معاش و معاشرتی احتیاجات کو سامنے رکھتے ہوئے اور دور حاضر میں انکی شدت کو محسوس کرتے ہوئے پاکستانی خواتین کے معاشی استحکام، جدید عصری تقاضوں اور انکی اپنی آراء کی روشنی میں جاننے اور جانچنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اس کے بعد ثابت کیا جاسکے کہ اگرچہ اسلام نے دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہونے کی حیثیت سے معاش اور کسب معاش کے تمام فرائض اور ذمہ داریاں مرد پر عائد کیں ہیں لیکن وقت کے تقاضوں اور ضرورت کے تحت ملک اور معاشرہ اگر معاشی بحران اور اقتصادی مسائل و مصائب کا شکار ہے تو اس صورت میں وہاں کی رہنے والی خواتین سے سوال کیا جائے کہ وہ کس حد تک معاشی امور، سرگرمیوں میں حصہ لے رہی ہیں اور اس سلسلے میں کہاں تک اپنا فعال کردار ادا کر کے اپنی معاشی حیثیت کو مضبوط، مستحکم، اور پاکستانی جیسی عظیم اسلامی ریاست کو ترقی، خوشحالی کی عظیم شاہراہ پر گامزن کر رہی ہیں۔

بقول ڈاکٹر خالد علوی:

"یہ بات تسلیم ہے کہ عورت معاشرے کا ایک ایسا ناگزیر عنصر ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ سماجی اور تمدنی اصلاح و بقاء کا انحصار تقریباً اسی نوع کی حیثیت پر ہے۔ عورت کی حیثیت اس کا کردار و عمل اور اس کی حیات بخشی صلاحیتیں معاشرے کے عروج و زوال کا سامان ہیں۔"¹⁰

اس معاشی دور میں خواتین کی خدمات اور فرائض کا سلسلہ دور نبوی ﷺ سے ہی جاری و ساری ہے۔ اور عصر حاضر میں تو اس کی ضرورت و اہمیت اور افادیت اور بھی کئی گنا بڑھ گئی ہے کیونکہ عہد حاضر جدت، ترقی اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ جس میں ہر فرد واحد بہتر سے بہترین کی تگ و دو میں لگا ہوا ہے۔ اب معیار زندگی ماضی کے مقابلے میں بہت بلند ہو گیا ہے یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں تمام افراد خانہ یعنی مرد اور خواتین سب معاشی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔ اس بناء پر عصر حاضر میں خصوصاً خواتین کی معاشی کوشش مالی، استحکام، آزادی اور خود مختاری کے لیے ضروری ہے کہ معیشت کے میدان میں ایک ایسا مضبوط، مستحکم لائحہ عمل ترتیب دیا جائے۔ جس میں خواتین کے لیے الگ آسان اور خود مختار روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں اور اسی سلسلہ میں ان کو پیش آنے والی مشکلات اور مسائل کا سد باب کرتے ہوئے ان کا مناسب اور آسان حل تجویز کیا جائے۔

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ:

"تاریخ انسانی میں اسلام نے پہلی مرتبہ عورت کو مستقل قانونی تشخص عطا کیا ہے۔ وہ اپنی ذاتی ملکیت رکھ سکتی ہیں اور اس کو حق ملکیت بھی حاصل ہے۔ اور اس پر تصرف کا اختیار بھی ہے"¹¹

آج ہم عجیب و غریب افراطی تفری کا شکار ہیں ہم اسلام کے عطا کردہ میانہ روی کے سنہری قواعد و ضوابط سے منہ موڑ کر افراط و تفریط کی بھیمنٹ

چڑھ گئے ہیں۔ عصر حاضر میں ترقی کے نام پر ایسا فرسودہ نظام متعارف کروایا جا رہا ہے جس میں خواتین کو معاشی خوشحالی کی تنگ و دو میں لگا کر عورت کو عورت ہی نہیں رہنے دیا بلکہ کسی حد تک مرد بننے پر مجبور کر دیا ہے۔ آج ہمارے نام کے مسلم معاشرے کی عورت، مرد کی کفالت سے محروم ہے وہ اپنی معمولی سے معمولی ضروریات کی تکمیل اور اصول سے محروم ہونے کی بنا پر معاشی جدوجہد اور سرگرمیوں میں حصہ لینے پر مجبور ہے کیونکہ ہمارا معاشرہ اسلام پر اسکی حقیقی روح کے عین مطابق مکمل طور پر عمل پیرا ہی نہیں اور نہ ہی وہ اسلامی اقدار و روایات کو مکمل طور پر اپنائے ہوئے ہیں جو اسلام کی اصل روح ہیں۔ البتہ دین کی تھوڑی بہت سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات یہ ضروری جانتے ہیں کہ دین اسلام کے احکام کے مطابق عورت چاہے وہ کسی بھی رشتے یعنی مان، بہن، بیوی یا بیٹی کے روپ اس کے ساتھ منسلک ہو تو اس کی معاشی کفالت اس مرد کے ذمہ ہی لازم اور فرض ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب مرد حضرات اپنے فرائض احسن طریقے سے نہیں نبھاتے اور نہ ہی اپنی زیر کفالت خواتین کے معاشی حقوق بھرپور انداز میں ادا کرتے ہیں تو مجبوراً ان خواتین کو اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت کے لیے معاشی جدوجہد اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا پڑتا ہے۔

افضل الرحمان لکھتے ہیں کہ:

"اسلام نے زندگی کا ایک عملی اور منطقیانہ نقشہ پیش کیا ہے چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا دیگر شعائر سے ہو، کاروباری معاملات ہوں، خاندان کا نظام ہو، سماجی آداب ہوں، معاشی قوانین ہوں یا تہذیب و تمدن اصول ہوں۔ اسلام نے عورت کے مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی کبھی اجازت نہیں دی۔" ¹²

اسلام کی نظر میں عورت کا مقام، معاشرتی کردار:

دین اسلام میں عورت اور مرد دونوں کو ایک طرح کی حیثیت و مقام دیا گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دونوں نسل انسانی کو پھیلانے میں یکساں کردار ادا کرتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ¹³

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا اور ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد و خواتین کو پھیلایا۔"

قرآن کریم میں کسی بھی مقام پر انسان کو پیدا کنی گنہگار ثابت نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ بعض مذاہب کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے۔ دینی تعلیمات جن کی بنیاد قرآن و سنت ہے جن میں مرد و خواتین کو ایک جیسا مقام دیا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ¹⁴

ترجمہ: "جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔"

اس آیت کریمہ میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ دین اسلام میں عمل کی حیثیت سے مرد و خواتین کا کوئی امتیاز نہیں ہے اس کی مزید وضاحت اس آیت سے ہوتی ہے کہ:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ دُكِرَ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ 15

ترجمہ: "پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، میں ہر گز ضائع نہیں کرتا۔"

شریعت اسلامیہ میں عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کا درجہ دیا گیا ہے۔ مرد و خواتین کو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے۔ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے لیے راحت کا سامان پیدا کرتے ہیں اور خوشی کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم نے انہیں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ 16

ترجمہ: "وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو"

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو خاص مقام عطا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ بطور ماں، بہن، بیٹی اور بیوی سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے والدین کے بارے میں عمومی طور پر اور والدہ کے لیے خصوصی طور پر ہدایات دی ہیں۔ اگر قرآن پر ہی اکتفا کر لیا جائے تو اہمیت بے جا ہے۔ لیکن حدیث بیان کرنے سے پہلے اہمیت دوچند ہو جاتی ہے مثلاً ایک شخص کا قصہ حدیث مبارکہ میں نقل ہوا کہ وہ آیا اور رسول ﷺ سے عرض کیا:

"من حق الناس بحسن صحابتي؟ قال امك قال ثم من؟ قال امك قال لا ثم من؟ قال ابو ك" 17

ترجمہ: "میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں، عرض کی پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں، عرض کی پھر کون فرمایا تمہارا باپ۔"

والدہ کے بعد عورت کی دوسری قابل عزت حیثیت بیٹی کی ہے۔ بیٹی کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک کا واضح اصول بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ 18

ترجمہ: "اور زندہ درگور کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس گناہ پر قتل کیا گیا تھا۔"

اسی طرح بیٹی کے حوالے سے مزید اہمیت درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

"من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة انا وهو هكذا وضم اصابعه" 19

ترجمہ: "جس شخص نے دو بیٹیوں کی بلوغت تک پرورش کی وہ شخص قیامت کے روز اس طرح آئے گا جس طرح یہ دو انگلیاں، آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیاں ملائیں۔"

مزید یہ کہ حدیث مبارکہ میں عورت کے حوالے سے بے شمار احادیث موجود ہیں جو عورت کے مقام و مرتبہ، عظمت، فضیلت، منقبت بیان کرتی ہیں۔ ایک آپس کی حدیث اس طرح ہے کہ:

"حب الی من الدنيا ثلاث : المرأة الصالحة، والطيب، وجعلت قرۃ عینی فی الصلاة" 20

ترجمہ: "دنیا میں میرے نزدیک تین چیزیں محبوب ہیں: نیک عورت، خوشبو اور میرے لیے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

عورت کا مقام و مرتبہ دین اسلام میں ایک واضح حیثیت رکھتا ہے۔ عورت کی تعلیم معاشرتی کردار کے حوالے سے بھی دین اسلام میں واضح تعلیمات موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ

بُهْتَانٍ يَفْتَرِيَنَّهُ بَيْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَأَرْجُلَهُنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعَهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ 21

ترجمہ: "اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کا نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں بیروں کے سامنے گڑھ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کر لیا کریں، اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ بخشنے اور معاف کرنے والا ہے"

یہ آیت کریمہ نبی اکرم ﷺ کے تربیتی اسلوب کی نشاندہی کرتی ہے۔ آپ ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے کہ وقت ایسا خالی نہ جائے جس میں آپ اپنے صحابہ یا صحابیات کی تربیت نہ کریں۔ جب خواتین آپ کی بیعت کی خاطر آتیں تو آپ ان سے عہد و پیمان لیتے اور یہی عہد و پیمان اللہ نے قرآن کی زینت بنایا ہے۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے۔

"ان النبي ﷺ خرج ومعه بلال فو عظهن و امرهن بالصدقة فجعلت المرأة تلقى القرط و الخاتم و بلال ياء خذ في طرف ثوبه" 22

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ نکلے اور ان کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے انھیں نصیحت کی اور انھیں صدقہ کا حکم دیا تو عورتوں نے بالیاں اور انگوٹھیاں پھینکنی شروع کیں اور بلال کپڑے کے پلو میں رکھتے جاتے۔"

بسا اوقات آپ ﷺ اس قدر پابندی سے نصیحت فرماتے کہ آپ ﷺ کی صحابیات آپ ﷺ کی تربیت کو ذہن نشین کر لیتی تھیں۔

آپ ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے، خواہ نماز میں یا خطبہ جمعہ میں خواتین کے لیے یہ موقع انتہائی اہمیت کا ہوتا تھا کہ وہ قرآن توجہ سے سنیں اور حفظ کر لیں۔ جس طرح مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ ظاہر کرتی ہے۔

"قالت بنت حارث بن نعمان: ما حفظت الا من فی رسول اللہ یخطب بھا کل جمعہ" ²³

ترجمہ: حارث بنت نعمان کہتی ہیں، میں نے سورۃ نبی کریم ﷺ سے سنی آپ ﷺ ہر جمعہ خطبہ میں اسے پڑھا کرتے تھے۔

عورت کے سلسلے میں اسلام کا طرز سلوک:

عورت کے ساتھ اسلام اور اسلامی جمہوری نظام کا سلوک مودبانہ اور محترمہ ہے۔ دانش مندانہ اور توقیر آمیز ہے۔ یہ مرد و زن دونوں کے حق میں ہے۔ اسلام مرد و زن دونوں کے سلسلہ اسی طرح تمام مخلوقات کے تعلق سے حقیقت پسندانہ اور حقیقی و بنیادی ضرورتوں اور مزاج و فطرت سے ہم آہنگ انداز اختیار کرتا ہے۔

سماجی، سیاسی، علمی اور معاشی سرگرمیاں اسلام کے نقطہ نگاہ سے عورتوں کے لیے علمی، اقتصادی اور سیاسی فعالیت اور سرگرمیوں کا دروازہ پوری طرح کھلا ہوا ہے۔ اگر کوئی اسلامی نقطہ نگاہ کا حوالہ دے کر عورت کو علمی سرگرمیوں سے محروم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اقتصادی فعالیت سے دور رکھنے کے درپے ہے یا سیاسی و سماجی امور سے لاتعلق رکھنے میں مصر ہے تو در حقیقت حکم خدا کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ عورتیں جہاں تک ان کی ضروریات و احتیاج کا تقاضا ہو اور جسمانی توانائی جس حد تک اجازت دے سرگرمیاں انجام دے سکتی ہیں۔ جتنا ممکن ہو وہ سیاسی، معاشی، سماجی امور انجام دیں۔ شریعت اسلامی میں ہر گز ممانہی نہیں ہے۔ چونکہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے عورت مرد سے نازک ہوتی ہے لہذا اس کے اپنے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔

اسلام نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے جس کو اساس بنا کر ہم عورت کو معاشی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے روک دیں۔

اہم نکات:

اس دوران جو اہم دلائل ہمارے سامنے آتے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ حیات انسانی میں معاش اور معیشت کی بنیاد اہمیت و حیثیت کی بنا پر اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عدل و انصاف، مساوات اور احسان پر مبنی مضبوط اور مستحکم نظام معیشت عطا کیا ہے۔ جس میں کسب معاش کی تمام ذمہ داری مرد حضرات پر عائد کی گئی ہے۔ اور انھیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت تمام افراد کی معاشی ذمہ داریوں کو باطریق احسن بھرپور انداز میں ادا کریں۔ اس کے ساتھ اسلام نے اگرچہ خواتین کو کسب معاش کے فرائض سے مکمل طور پر بری الذمہ قرار دیا ہے لیکن اگر وہ مجبوراً اپنی کسی ذاتی رضا و رغبت سے کسب مال میں حصہ لینا چاہے تو اسلام انھیں چند مذہبی و اخلاقی حدود و قیود کے ساتھ نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ انھیں انکی اس اضافی ذمہ داری کی ادائیگی پر تحسین کی نگاہ سے بھی دیکھتا ہے۔

2۔ اسلام نے خواتین کو سادگی، پردہ، زیب و زینت اور نمود و نمائش کے اظہار کی ممانعت جیسی مذہبی و اخلاقی حدود و قیود کے ساتھ معاشی امور

میں حصہ لینے کی نہ صرف مکمل اور بھرپور اجازت دی ہے بلکہ بعض انتہائی سنگین صورت حال یا ناموافق حالات میں اس کے لیے واجب قرار دیا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس دوسروں پر بوجھ بننے، دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور اس قسم کے دیگر ذرائع کی مکمل روک تھام کی ہے۔

3۔ آغاز اسلام یعنی عہد رسالت اور دور خلفائے راشدین سے ہی متعدد واقعات و روایات یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین مختلف معاشی سرگرمیوں جیسے تجارت، زراعت اور رضاعت وغیرہ میں حصہ لیتی رہی ہیں۔ اور کسب اموال سے اپنی اور اپنے خاندان کی معاشی کفالت میں اپنا کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ اثر حاضر میں بھی خواتین نامساعد حالات، بنیادی معاشی حقوق جیسے نان نفقہ حق مہر اور وراثت کی عدم ادائیگی یا اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے معاشی کردار ادا کرتی ہیں اور اپنی معاشی حیثیت اور مقام و مرتبہ کو مزید مستحکم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

4۔ دوران کسب معاش خواتین کو بے شمار مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فرداً فرداً اگر تمام افراد معاشرہ انھیں ان کے بنیادی شرعی معاشی حقوق ہر حیثیت یعنی ماں، بہن، بیوی، اور بیٹی کے ادا کرے تو ان میں سے اکثر مسائل و مشکلات پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں حکومتی سطح پر بھی اہم اقدامات ضروری ہیں۔ اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ وہ تمام افراد معاشرہ کو ان کے شرعی حقوق بہم پہنچانے کے لیے عملی اقدامات کرے۔ اس سلسلہ میں حکومت قانون سازی کرے اور پھر ان قوانین پر عمل درآمد کروائے۔ حکومت کو خصوصاً خواتین کے لیے ہر گلی، محلہ اور علاقہ و بستی میں ایسے مراکز قائم کر کے یہ جائزہ لینا ہو گا کہ کیا خواتین کو ان کے حقوق مل رہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں مل رہے تو وہ اس کے اسباب اور وجوہات تلاش کر کے ان کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے اقدامات کرے۔ اور اگر یہ فوری طور پر مسائل حل نہ ہوں تو خواتین کی عدالت تک رسائی میں تعاون اور معاونت کریں۔

5۔ تمام افراد معاشرہ علمی و شعوری آگاہی بیدار کی جائے۔ آغاز سے ہی فرد معاشرہ کی تعلیم و تربیت اس طرح کی جائے کہ وہ اپنے حقوق و فرائض دونوں کو پوری طرح پہچانے اور عملی زندگی کے آغاز سے قبل ہی ان میں یہ شعور پختہ ہو جائے کہ وہ حقوق ادا کرنے والے بنیں نہ کہ حقوق چھیننے والے اور غصب کرنے والے۔

6۔ خواتین کو آسان عدالتی اور قانونی چارہ جوئی حاصل ہو۔ معاشی حقوق سے محروم خواتین کے لیے آسان عدالتی اور قانونی چارہ جوئی کا انتظام حکومتی سطح پر ہونا چاہیے۔ جہاں وہ اپنے حقوق کے حصول کے لیے باآسانی قانونی مدد و معاونت حاصل کر سکیں۔ معاشی حقوق سے محروم خواتین کے لیے الگ عائلی اور خاندانی عدالتوں کا قیام ہونا چاہیے۔ جہاں باآسانی ان کے مسائل کا فوری اور بروقت حل ممکن ہو سکے۔

7۔ خواتین کے حقوق کی عدم ادائیگی پر تعزیر و سزا باقائدہ انعقاد کیا جائے تاکہ اگر کفیل مرد حضرات اپنے افراد خانہ کے معاشی حقوق بروقت اور بخوبی ادا نہ کریں اور ان سے غفلت و لاپرواہی برتتے ہوئے تساہل پسندی سے کام لیں تو ان کے لیے مناسب تعزیر و سزا ہو اور جس پر واقعی عمل درآمد بھی ہو اس سے ایک طرف تو افراد معاشرہ ایسی حرکات سے باز آئیں گے اور دوسری طرف دیگر افراد کے لیے بھی یہ باعث عبرت ہو گا۔

8- عصر حاضر میں میڈیا معاشرے کا ایک مضبوط اور فعال رکن بن چکا ہے۔ یہ وہ مضبوط اور مستحکم طاقت ہے جو تنہا کسی بھی معاشرے میں انقلاب برپا کر دینے کے لیے کافی ہے۔ اسی بنا پر ریڈیو ٹی وی اخبارات و رسائل کے ذریعے ایسے اصلاحی و فلاحی پروگرام نشر کیے جانے چاہیے جن کے ذریعے معاشرے کے مظلوم افراد خصوصاً خواتین کو ان کے حقوق کی عدم ادائیگی سے ہونے والی مشکلات و مسائل سے آگاہ کر کیا جائے۔ شرعی احکام پر مبنی دینی پروگرام نشر کیے جائیں اور قلم کے ذریعے ایسی تحریریں سامنے لائی جائیں جن کے ذریعے معاشرے کے اندر پائی جانے والی غیر شرعی رسومات و روایات اور ان کے ذریعے پیدا ہونے والے مسائل کو سامنے لایا جائے۔ میڈیا ایسے پروگرام مسلسل پیش کرے جو خواتین کے مسائل کو آگاہ کرے۔ افراد معاشرہ کو یہ آگاہی دے کہ خواتین بھی جیتی جاگتی انسان اور معاشرے کا لازمی جز ہے۔ ان کی بھی ضروریات و احتیاجات ہیں جن کی تکمیل کے بغیر ان کی ذات کمزور اور شخصیت مجروح ہو جائے گی۔ میڈیا کے ذریعے شرعی احکام کی حکم عدولی کرنے والوں کی شدید مذمت کی جائے اور انھیں شرعی و قانونی سزاؤں سے متنوع کیا جائے۔

9- حقوق نسواں کے لیے قائم اداروں اور تنظیموں کا مضبوط عملی کردار ہونا چاہیے۔

10- کسب معاش میں مشغول خواتین کی مجبوری سے بلا جواز فائدہ نہ اٹھایا جائے اور نہ ہی انھیں کسب معاش کے لیے مجبور کیا جائے۔

11- عمومی طور پر دیکھا گیا ہے کہ کسب معاش میں مشغول خواتین کو خصوصاً ان کی شرعی معاشی حقوق جیسے نان و نفقہ اور وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے جو قطعاً جائز نہیں۔

12- خواتین اگر معاشی امور میں حصہ لیتی ہیں تو انھیں چاہیے کہ وہ اپنے عزت و وقار اور مقام و مرتبہ کا خصوصی لحاظ رکھیں۔

13- خواتین جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے مخلوط ذرائع معاش اپنانے سے گریز کریں۔ جن میں مرد و زن کا آزادانہ اختلاط ہو کیونکہ اس سے اخلاقی، معاشرتی بے راہ روی کا آغاز ہوتا ہے جو دیگر برائیوں کا پیش آمد ثابت ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث:

ہمارا اسلامی ملک اور معاشرہ مسلمان ہونے کے باوجود ہماری اکثریت اسلام اور اسلامی تعلیمات سے تقریباً ناواقف ہے۔ اگر مذہبی گھرانوں میں اسلامی تعلیمات کا شعور کسی حد تک ہے لیکن پھر بھی افراد معاشرہ خصوصاً خواتین و حضرات کے معاشی حقوق سے نظریں چرائے ہوئے ہیں۔ اسلام کے عطا کردہ معاشی حقوق کو مکمل طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایک طرف کچھ لوگ خود کو ماڈرن اور جدیدیت کا دلدادہ ظاہر کرنے کے لیے مغربیت کا مصنوعی لبادہ اوڑھنے کے کوشش کر رہے ہیں اور دوسری طرف انتہا یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح خواتین کو ان کے بنیادی معاشی حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ خواتین ایسے حالات میں اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے مجبور ہو کر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں اور کسب معاش کے مختلف ذرائع اختیار کرتی ہیں جہاں انھیں مزید نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے یوں وہ تنگ اور مجبور ہو کر کبھی با اثر افراد سے مدد طلب کرتی ہیں کبھی عدالتوں کا رخ کرتی ہیں کبھی سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں سے تعاون کی اپیل کرتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں دین اسلام میں تو عورت کو بہت بلند مقام عطا کیا ہے۔ وہ خاندان کی بنیاد

ہے اگر بنیاد ہی کمزور ہو تو کس قسم کی عمارت تعمیر ہوگی۔ اعلیٰ معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لیے مضبوط خاندان کی ضرورت ہے اور مضبوط خاندان اسی صورت میں تشکیل پائے گا جب عورت کی اپنی سماجی، معاشی حیثیت مستحکم ہوگی اور ایسا اس صورت میں ممکن ہے جب خواتین کو ان کے معاشی حقوق مکمل اور بھرپور انداز میں ادا کیے جائیں جو ان کے لیے اعتماد اور تحفظ کی ضمانت ہوں اس کے ساتھ ساتھ اگر خواتین کو معاشی امور و سرگرمیوں میں حصہ لیں اور کسب اموال میں شمولیت کے لیے گھروں سے نکلنا بھی پڑے تو ان کے لیے بہترین آسان اور کم وقت روزگار کے انتظامات کیے جائیں تاکہ وہ گھریلو فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ کسب اموال میں حصہ بھی لے سکیں اور اس سلسلہ میں اپنا مکمل اور بھرپور کردار بھی نبھاسکیں۔ یقیناً اس طرح سے بہت حد تک ہمارے معاشی اور معاشرتی مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور ہماری خواتین کو بھی اسلام کے احکام اور جدید عصری تقاضوں کے مطابق معاشی استحکام حاصل ہوگا۔

حوالہ جات

- 1 فیروز الدین، الحانج، مولوی "فیروز اللغات" فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص 345
- 2 ایضاً ص 788
- 3 البقرہ: 29
- 4 الاعراف: 10
- 5 النساء: 32
- 6 محمد شفیع، مفتی "معارف القرآن" ادارہ معارف کراچی، ج 2، ص 89
- 7 آزاد ابوالکلام: "ترجمان القرآن" تاجران کتب خانہ لاہور، ج 2، ص 191
- 8 مودودی، ابوالاعلیٰ "معاشیات اسلام" اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1982ء، ص 57
- 9 النساء: 32
- 10 خالد علوی، ڈاکٹر "اسلام کا معاشرتی نظام" تاجران کتب خانہ لاہور، 2005ء، ص 261
- 11 اسرار احمد، ڈاکٹر "اسلام میں عورت کا مقام" انجمن خدام القرآن لاہور، 1999ء، ص 17
- 12 افضل الرحمن "دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار" فیروز سنز لاہور، 1994ء، ص 72
- 13 النساء: 1
- 14 النحل: 97
- 15 آل عمران: 195
- 16 البقرہ: 187
- 17 قشیری، مسلم بن حجاج، "صحیح مسلم" کتاب البر والصلة باب بر الوالدین، مشتاق بک کارنر لاہور
- 18 التکویر: 8

¹⁹ قشیری، مسلم بن حجاج، "صحیح مسلم" کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین، مشتاق بک کارنر لاہور

²⁰ نسائی، احمد بن شعیب النسائی "سنن النسائی" کتاب عشرہ النساء باب حب النساء مکتبہ العلم لاہور

²¹ الممتحنہ: 12

²² بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ "الجامع الصحیح البخاری" کتاب العلم دار السلام للنشر والتوزیع ریاض 1999ء

²³ ابو داؤد، امام "سنن داؤد" کتاب الصلوٰۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض 1999ء

References

1. Firoz-ud-Din, Al-Haj, Maulvi "Fir Waz-ul-Laghat" Feroz Sons Limited, Lahore, p. 345
2. Ibid. p. 788
3. Al-Baqara: 29
4. Al-Araf: 10
5. Al-Nissa : 32
6. Muhammad Shafi, Mufti Ma'arif al-Quran, Ma'arif Karachi, vol. 2, p. 89
7. Azad Abu Laklam: "Interpreter al-Qur'an" Traders Library Lahore, Vol. 2, p. 191
8. Maududi, Abwa La Ali, Economics of Islam, Islamic Publications, Lahore, 1982, p. 57
9. Al-Nissa : 32
10. Khalid Alvi, Dr. "Social System of Islam" Traders Library Lahore, 2005, p. 261
11. Israr Ahmed, Dr. "The Place of Women in Islam" Anjuman Khudam-ul-Quran Lahore, 1999, p. 17
12. Afzal-ur-Rehman, "The Role of a Muslim Woman in the Modern Era" Feroz Sons Lahore, 1994, p. 72
13. Al-Nissa: 1
14. Al-Nahl: 97
15. Al-Imran: 195
16. Al-Baqara: 187
17. Qashiri, Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab-ul-Baru al-Salat, Bab Bara Luuddin, Mushtaq Book Corner, Lahore
18. Al-Takvir: 8
19. Qashiri, Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Baru al-Salat, Bab Bara Luuddin, Mushtaq Book Corner, Lahore
20. Nasa'i, Ahmad bin Shu'aib al-Nasa'i, Sunan al-Nasa'i, Kitab Ashra al-Nisa, Bab Hub-un-Nissa Maktaba al-Ilm, Lahore
21. Al-Mumtahinah: 12
22. Bukhari, Muhammad bin Isma'il, Abu Abdullah, Al-Jami al-Sahih al-Bukhari, Kitab-ul-Ilm Dar-ul-Salam l-Nishtar wal-Tuzi Riyadh, 1999
23. Abu Dawud, Imam Sunan Dawud, Kitab-ul-Salat, Dar-ul-Salam al-Nishtar wa al-Tuzi, Riyadh, 1999